فتاویٰ امن پوری (قسط ۴۶)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): نماز اوابین کی کتنی رکعات ہیں؟

(جواب): نماز اوابین اور نماز چاشت یا اشراق ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں، فرق صرف یہ ہے کہ اشراق کو تاخیر سے پڑھا جائے، تو اسے نماز اوابین کہا جاتا ہے۔ نماز اشراق یا اوابین کی مسنون رکعات دو، چار اور آٹھ ثابت ہیں۔

❀ صحیح مسلم کی ایک روایت (78/719) کے الفاظ ہیں:

وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ.

''اور جتنی چاہتے زیادہ پڑھ لیتے۔''

الفاظ کا عموم وضاحت کرتا ہے کہ چاشت یا اوابین چھ رکعت بھی پڑھی جا سکتی ہے، اگرچہ چھ رکعت والی روایت ضعیف ہے۔

(سوال): کیا سورت کہف کی تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے؟

(جواب): سورت کہف کی تلاوت سے سکینت نازل ہوتی ہے۔

❀ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک صحابی سورت کہف کی تلاوت کر رہے تھے، ان کے گھر میں بندھا ہوا گھوڑا ابدکنے لگا۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک بادل یا سائبان نما چیز نے اُنہیں ڈھانپ رکھا ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فلاں! آپ پڑھتے رہتے، یہ سکینت تھی، جو تلاوت قرآن کے

وقت نازل ہو رہی تھی۔''

(مسند الإمام أحمد : 481/4، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: کیا تراویح کے بعد نوافل کی جماعت ہو سکتی ہے؟

جواب: جب کوئی تراویح پڑھ لے، تو بعد میں مزید نوافل پڑھ سکتا ہے، مثلاً کوئی شخص لیلۃ القدر کی تلاش میں تراویح کے بعد زائد نفل ادا کر کے شب بیداری کرے۔ یہ نوافل انفرادی بھی ادا کیے جا سکتے ہیں اور باجماعت بھی۔ اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت نوافل پڑھنا چاہے، تو کوئی پابندی نہیں۔ سلف کے عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

❀ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن''، جب کہ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1101) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2449) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(فتح الباري : 481/2)

سوال: فرض ادا کرنے کے بعد سنتوں کے لیے جگہ تبدیل کرنی چاہیے یا اسی جگہ بھی سنتیں ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: جہاں فرض ادا کئے ہیں، اسی جگہ سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں، جگہ بدل لیں، تو بھی درست ہے۔

جگہ تبدیل کرنے کے دلائل:

① سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنَا بِذٰلِكَ؛ أَنْ لَّا تُوصَلَ صَلَاةٌ بِصَلَاةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ أَوْ نَخْرُجَ .

''جب تک کلام نہ کرلو یا جگہ نہ بدل لو، ایک نماز کے بعد دوسری نماز نہ پڑھنا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا تھا۔''

(صحيح مسلم : 883)

② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے:

يَتَقَدَّمُ أَوْ يَتَأَخَّرُ .

''سنتیں پڑھنے کے لئے دو قدم پیچھے ہٹ جاتے یا آگے بڑھ جاتے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 207/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يَتَطَوَّعُ حَتّٰى يَنْهَزَ خُطْوَةً أَوْ خُطْوَتَيْنِ .

''تب تک سنتیں ادا نہ کرے، جب تک ایک دو قدم آگے پیچھے نہ ہو جائے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

④ ہشام بن عروہ بن زبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ أَبِي إِذَا صَلَّى الْمَكْتُوبَةَ؛ نَكَّبَ عَنْ مَّكَانِهٖ، فَسَبَّحَ .

''میرے والدگرامی جب فرض نماز پڑھ لیتے، تو اُس جگہ سے تھوڑا ہٹ کر سنتیں ادا کرتے۔''(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

فرض نماز والی جگہ پر سنتیں ادا کرنے کے دلائل:

① نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ الْفَرِيضَةَ .

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنتیں اسی جگہ ادا کرتے، جہاں فرض پڑھتے تھے۔''

(صحيح البخاري : 848)

② عبیداللہ بن عمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ الْقَاسِمَ وَسَالِمًا يُّصَلِّيَانِ الْفَرِيضَةَ، ثُمَّ يَتَطَوَّعَانِ فِي مَكَانِهِمَا .

''میں نے قاسم رحمہ اللہ اور سالم رحمہ اللہ کو دیکھا، انہوں نے فرض ادا کی، پھر اسی جگہ سنتیں پڑھ لیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

③ مطر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عطاء بن ابو رباح رحمہ اللہ سے پوچھا اس شخص بارے کیا خیال ہے جو فرض والی جگہ پر ہی سنتیں پڑھ لیتا ہے، تو فرمایا:

لَا بَأْسَ بِهٖ .

''کوئی حرج نہیں۔''(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ لِلْإِمَامِ أَنْ يَتَطَوَّعَ فِي مَكَانِهِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ الْفَرِيضَةَ .

''فرض والی جگہ پر امام کا سنتیں ادا کرنا انہیں پسند نہیں تھا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 208/2، وسندهٗ صحيحٌ)

بے دلیل بات ہے، کراہت دلیل شرعی ہی سے ثابت ہو سکتی ہے۔

یاد رہے کہ اس بارے تمام مرفوع احادیث ''ضعیف'' اور غیر ثابت ہیں۔

سلف کے عمل سے ثابت ہوا کہ دونوں صورتیں جائز ہیں، فرض نماز والی جگہ پر بھی سنتیں ادا کی جا سکتی ہیں اور اس جگہ سے ہٹ کر بھی۔

سوال: کیا نماز عشاء کے فرائض سے پہلے چار رکعات مسنون ہیں؟

جواب: نماز عشاء سے پہلے چار رکعات کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے نہیں ملتا، انہیں سنت قرار دینا بے دلیل ہے۔

❁ علامہ یوسف بنوری صاحب (1397ھ) لکھتے ہیں:

''علامہ انور شاہ کاشمیری کی ذکر کردہ عبارت کہ 'عشا سے پہلے اور بعد چار رکعتیں پڑھنی چاہییں۔' سے استدلال کیا گیا ہے۔ میں نے سوچا کہ شاید حافظ قاسم بن قطلوبغا نے اپنی کتاب 'الاختیار' میں عشا سے پہلے چار رکعت کے ثبوت میں کوئی حدیث پیش کی ہوگی۔ چنانچہ میں نے محدث شیخ ابوالوفا افغانی رئیس دائرہ احیاء المعارف نعمانیہ حیدر آباد دکن کو خط لکھا۔ ان کے پاس 'الاختیار' کے مخطوطہ کی فوٹو کاپی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ وہ اس مقام کو دیکھیں، انہوں نے مراجعت کے بعد کہا: ہم نے کتاب میں اس مقام کو بیاض (خالی) پایا ہے۔

مطلب یہ تھا کہ حافظ قاسم بن قطلو بغا، جیسے متبحر اور ماہر عالم اس مسئلہ میں کوئی حدیث نہیں جان سکے۔ یہ وہ شخصیت ہیں، جنہوں نے حافظ جمال زیلعی کی تالیف ''تخریج احادیث الہدایۃ'' پر بطور استدراک ایک کتاب لکھی ہے، جس کا نام انہوں نے مُنِيَّةَ الْأَلْمَعِيّ فِيْمَا فَاتَ مِنْ تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِ الْهِدَايَةِ لِلزَّيْلَعِيّ رکھا۔ اس (علمی مقام) کے باوجود وہ اس مسئلہ پر کسی حدیث سے آگاہی حاصل نہیں کر سکے۔ دوسری طرف احناف کی کتابیں عشا سے پہلے چار رکعات مسنون قرار دینے پر متفق ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ احناف کی دلیل ہمارے ائمہ کرام کی کتب مخطوطہ یا ضائع شدہ کتابوں میں ہو۔ واللہ اعلم۔''

(معارف السّنن : 4/115، 116)

مولانا مرحوم کو چاہئے تو یہ تھا کہ ایک مسئلہ میں اگر حدیث رسول اور آثار صحابہ نہیں ملے، تو کہہ دیتے کہ عشا سے پہلے چار رکعات کو مسنون کہنا بے دلیل ہے۔ اس کے برعکس یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ ہمارا دین ضائع ہو گیا۔

کل کلاں کوئی رافضی کہہ دے کہ ہمارے مذہب کی دلیل بھی کسی مخطوط یا ضائع شدہ کتاب میں ہوگی، تو کیا اس بنا پر اسے بھی حق تسلیم کیا جائے گا؟

سوال: نماز عشق کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: نماز عشق کی کوئی اصل کتاب وسنت میں موجود نہیں۔ سلف صالحین کی زندگیوں میں اس کا ذکر تک نہیں۔ یہ بعد میں گمراہ صوفیا کی اختراع اور دین میں ایجاد ہے۔ ان حضرات نے اس کی ادائیگی کا من گھڑت طریقہ نکال رکھا ہے، جو شریعت کے اُصولوں کے یکسر خلاف ہے، العیاذ باللہ!

سوال: ایک شخص مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے، قریب دوسرا شخص بآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت کررہا ہے، کیا وہ شخص نوافل توڑ کر قرآن کو سنے یا نوافل پڑھتا رہے؟

جواب: وہ نوافل جاری رکھے، وہ گناہ گار نہ ہوگا۔ جو اونچی آواز سے تلاوت کررہا ہے، اسے چاہیے کہ ذرا آہستہ آواز میں تلاوت کرے۔

سوال: کیا نوافل میں لمبی قرأت کرنا افضل ہے؟

جواب: جی ہاں۔ (مسلم: ۷۵۶)

سوال: کیا مغرب اور عشاء کے درمیان چھ رکعت نوافل کا ثبوت ہے؟

جواب: مغرب اور عشاء کے درمیان نماز کی فضیلت کے بارے میں جو احادیث پیش کی جاتی ہیں، ساری کی ساری ''ضعیف'' اور نا قابلِ حجت ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

① سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ صَلّٰى بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ، عِشْرِينَ رَكْعَةً بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ.

''جس نے مغرب اور عشا کے درمیان بیس رکعات ادا کیں، اللہ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔''

(سنن ابن ماجه : ١٣٧٣)

روایت من گھڑت ہے۔

یعقوب بن ولید مدنی کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِيْنَ الْكِبَارِ وَكَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ.

''بڑا جھوٹا تھا، حدیثیں گھڑتا تھا۔''

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : ٢١٦/٩)

الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی (۱۴۹/۵) میں اس کا ایک ''ضعیف'' شاہد ہے، جس کی سند میں عمرو بن جریر کوفی ہے، اس کے بارے امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ يَكْذِبُ . **''جھوٹ بولتا تھا۔''**

(الجرح والتّعديل لابن أبي حاتم : ٢٢٤/٦)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت ادا کیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی، وہ اس کے لئے بارہ سال عبادت کے برابر کر دی جائیں گی۔''

(سنن التّرمذي : ٤٣٥، سنن ابن ماجه : ١٣٧٤، صحيح ابن خزيمة : ١١٩٥)

سند سخت ''ضعیف'' ہے۔ عمر بن ابی خثعم ضعیف اور منکر الحدیث ہے۔

③ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے نماز مغرب کے بعد چھ رکعت ادا کیں، اس کے تمام گناہ معاف کر دیے جائیں گے، اگر چہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔''

(المعجم الأوسط للطبراني : ٧٢٤٥)

سند سخت ضعیف ہے۔ اس میں مجہول راوی ہیں۔

❀ حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فِيهَا مَجَاهِيلُ . **''اس میں کئی مجہول راوی ہیں۔''**

(العلل المتناهية : ٧٧٦)

④ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ، مَا بَيْنَ أَنْ يَلْتَفِتَ أَهْلُ الْمَغْرِبِ، إِلٰى أَنْ يَّثُوبَ إِلَى الْعِشَاءِ .

''نماز اوابین مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۲/۱۹٦)

سند ''ضعیف'' ہے۔

❁ موسیٰ بن عبیدة ربذی کے بارے میں حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ضَعِيْفٌ عِنْدَ الْأَكْثَرِيْنَ .

''جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔''

(تفسير ابن كثير تحت آيت سورة بني إسرائيل : ٤٤)

⑤ نیز سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَنْ صَلّٰى أَرْبَعًا بَعْدَ الْمَغْرِبِ كَانَ كَالْمُعَقِّبِ غَزْوَةً بَعْدَ غَزْوَةٍ .

''جس نے نماز مغرب کے بعد چار رکعت ادا کیں، وہ پے در پے غزوہ کرنے والے کی طرح ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ۲/۱۹٦)

سند ''ضعیف'' ہے۔ موسیٰ بن عبیدة ربذی ''ضعیف'' ہے۔

⑥ ابن منکدر اور ابو حازم رحمہما اللہ ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ﴾ (السجدة:١٦) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هِيَ مَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ، صَلَاةُ الْأَوَّابِينَ .

''مغرب اور عشاء کے درمیان صلاۃ اوابین ہے۔''

(السنن الكبرىٰ للبيهقي : ۱۹/۳)

سند ضعیف ہے، ابن لہیعہ ضعیف، مختلط اور مدلس ہے۔

⑦ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی سند نہیں مل سکی

بعض لوگ اس نماز کو ''صلاۃ الاوابین'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں، جو کہ درست نہیں، اس باب میں دیگر ضعاف بھی منقول ہیں۔

نوٹ:

بلاتعین مغرب اور عشاء کے درمیان نوافل پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

سوال: نماز سے پہلے والی سنن مؤکدہ ادا کر لی ہیں، جماعت میں ابھی تاخیر ہے، کیا نوافل پڑھے جا سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، پڑھے جا سکتے ہیں۔

سوال: نماز عصر سے پہلے چار سنت کی کیا فضیلت ہے؟

جواب: نماز عصر سے پہلے چار سنت کی بہت فضیلت آئی ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً، صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ أَرْبَعًا .

''اللہ اس بندے پر رحم کرے، جو عصر سے پہلے چار رکعات پڑھتا ہے۔''

(مسند أحمد : 117/2؛ سنن أبي داوٗد :1271 ، سنن التِّرمِذي : 430 ، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ (1193)، امام ابن حبان رحمہ اللہ (2453) نے ''صحیح''، جبکہ امام ترمذی اور حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (البدر المنير : 4/ 487) نے ''حسن'' کہا ہے۔

❁ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ عصر سے پہلے چار رکعات ادا فرماتے۔ ان میں مقرب فرشتوں اوران کی پیروی کرنے والے مسلمانوں اورمومنوں پرسلام بھیجتے اور (تشہد کے ساتھ)فاصلہ کرتے۔''

(مسند الإمام أحمد :85/1، سنن التِّرمِذي : 429، سنن النّسائي : 875؛ سنن ابن ماجه :1161، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کوامام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1211، 1332) نے ''صحیح'' اورامام ترمذی رحمہ اللہ نے ''حسن'' کہا ہے۔

❁ سنن ابو داوٗد(1272، وسندہ حسن) وغیرہ میں عصر سے پہلے دو رکعتیں پڑھنے کا ذکر بھی آیا ہے۔یہ مختلف احوال پرمحمول ہے۔

(سوال): جس کی نماز قضا ہو چکی ہے، جب تک اسے ادا نہیں کرتا، کیا وہ نفل پڑھ سکتا ہے؟

(جواب): اسے پہلے قضا نماز ادا کرنی چاہیے، البتہ اس سے پہلے اگر وہ نوافل پڑھتا ہے،تو ان کا ثواب اسے ملے گا۔

(سوال): سنتوں میں قرأت جہری بہتر ہے یا سری؟

(جواب): سری بہتر ہے، جہری جائز ہے۔

(سوال): کیا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آٹھ رکعات تراویح ثابت ہے؟

(جواب): سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آٹھ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

❁ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ وَّتَمِيمًا الدَّارِيَّ أَنْ يَّقُومَا لِلنَّاسِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعت تراویح (مع وتر) پڑھانے کا حکم دیا۔''

(الموطّأ للإمام مالك : 138، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 293/1، السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 496/2، مشكاة المصابيح : 407/1، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم صحیح بخاری و صحیح مسلم والی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے موافق ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا یہ حکم سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے عین مطابق ہے۔

ثابت ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آٹھ رکعات تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا، نیز اس سے بیس رکعت تراویح کے قائلین و عاملین کا رد ہوتا ہے اور ان کا بیس رکعتوں کے سنت مؤکدہ ہونے کا نظریہ خطا قرار پاتا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ ہم بیس رکعت نمازِ تراویح اس لیے پڑھتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیس رکعات پڑھی تھیں، لیکن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت ادا کرنا ثابت نہیں ہو سکتا، بلکہ عہدِ فاروقی میں آٹھ رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع تھا۔

❁ سیدنا سائب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عُمَرَ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيٍّ وَّتَمِيمٍ، فَكَانَا يُصَلِّيَانِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کی امامت پر جمع کیا۔ وہ دونوں گیارہ رکعت تراویح پڑھاتے تھے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 391/2، 392، تاريخ المدينة للإمام عمر بن شبّه : 713/2، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا نَقُومُ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِإِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً .

''ہم (صحابہ) سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گیارہ رکعات (تراویح) پڑھتے تھے۔''

(سنن سعيد بن منصور، نقلًا عن الحاوِي للفتاوِي للسّيوطي : 349/1، حاشية آثار السّنن للنيموي الحنفي : 250، وسندهٗ صحيحٌ)

❀ علامہ سبکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

إِسْنَادُهٗ فِي غَايَةِ الصِّحَةِ .

''اس کی سند انتہا درجے کی صحیح ہے۔''

(شرح المِنهاج، نقلا عن الحاوِي للفتاوي :350/1)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ کو وتر سمیت گیارہ رکعت تراویح پڑھانے کا حکم دیا تھا اور انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل و تکمیل میں گیارہ رکعت تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے پڑھی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں بھی عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

سوال: قریب کی مسجد کو چھوڑ کر دور والی مسجد میں جا کر تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: جامع مسجد کو چھوڑ کر بغل والی مسجد میں نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: کیا بعض حنفی علما بھی آٹھ تراویح کو مسنون کہتے ہیں؟

(جواب): کئی حنفی علماء نے آٹھ رکعت کو مسنون لکھا ہے۔

❀ مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی صاحب لکھتے ہیں:

''اگرچہ نبی کریم ﷺ سے آٹھ تراویح مسنون ہے اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی ہے۔''(علم الفقہ: 198)

یہی بات علامہ ابن ہمام حنفی(فتح القدير : 46/ 81)، علامہ عینی حنفی(عمدة القاري : 17/ 171)، علامہ ابن نجیم حنفی(البحر الرائق : 6/ 62)، علامہ ابن عابدین شامی حنفی(رد المحتار : 1/ 521)، علامہ ابوالحسن شرنبلانی حنفی(مراقي الفلاح : 442) اور علامہ طحطاوی حنفی رحمہ اللہ(حاشية الطّحطاوي على الدر المختار : 1/ 295) وغیرہم نے ذکر کی ہے۔

(سوال): کیا آٹھ رکعات سے زائد تراویح پڑھنا جائز ہے؟

(جواب): آٹھ رکعات مسنون ہیں، اس سے زائد نوافل کی کوئی پابندی نہیں، جو جتنے نوافل پڑھنا چاہتا ہے، پڑھ سکتا ہے۔

(سوال): کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعات تراویح ثابت ہیں؟

(جواب): سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیس رکعت تراویح ثابت نہیں۔

❀ ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے رمضان میں قرائے کرام کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ انہیں وتر پڑھاتے تھے۔

(السّنن الكبرٰى للبَيهقي : 2/ 496)

روایت ''ضعیف'' ہے۔

① حماد بن شعیب ''ضعیف'' ہے۔ امام یحیٰ بن معین، امام ابوزرعہ، امام نسائی اور حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ''ضعیف'' کہا ہے۔

② عطاء بن السائب ''مختلط'' ہے۔حماد بن شعیب ان لوگوں میں سے نہیں، جنہوں نے اس سے قبل از اختلاط سنا ہے۔

❀ ابوحسناء بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔(مصنّف ابن أبي شيبة : 393/2)

سند ''ضعیف'' ہے۔ابوحسناء ''مجہول'' ہے۔

❀ حافظ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ . ''غیر معروف ہے۔''(ميزان الاعتدال : 515/4)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیر معروف راویوں کی روایات کا مکلّف نہیں ٹھہرایا۔

سوال: تراویح کے بعد بآواز بلند درود وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: بدعت ہے۔اسلاف امت سے ایسا کرنا ثابت نہیں۔

سوال: رمضان کے آخر میں تراویح پڑھانے والے قاری کو معاوضہ دینا اور اس کا لینا کیسا ہے؟

جواب: جائز ہے، یہ قرآن پڑھنے کا معاوضہ نہیں ہوتا، بلکہ جماعت کی طرف سے ہدیہ اور تحفہ ہوتا ہے۔

سوال: کیا تراویح میں قرآن سننے کا ثواب ملتا ہے؟

جواب: کیوں نہیں۔

سوال: اگر کسی شیعہ نے جماعت میں شامل ہو کر لقمہ دیا، تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر شیعہ نے امام کو لقمہ دیا اور امام نے لقمہ قبول کر لیا، تو نماز میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا، اس سے نماز باطل نہ ہوگی۔

(سوال): کیا سورت ضحیٰ کے بعد ہر سورت کے اختتام پر ''اللہ اکبر'' کہنا جائز ہے؟

(جواب): جائز نہیں۔ یہ بدعت ہے، جو زمانہ خیر کے بعد شروع ہوئی۔

(سوال): اگر کوئی تراویح کی پہلی رکعت میں ایک سورت پڑھے اور ہر تراویح کی دوسری رکعت میں سورت اخلاص پڑھے، تو کوئی حرج تو نہیں؟

(جواب): جائز ہے، بشرطیکہ وہ ایسا کرنے کو سنت یا لازم نہ سمجھتا ہو۔

(سوال): کیا نماز تراویح اور نماز تہجد میں فرق ہے؟

(جواب): نماز تہجد اور تراویح میں کوئی فرق نہیں، یہ ایک نماز کے دو نام ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تراویح اور تہجد دونوں علیحدہ نمازیں ہیں، ان کی یہ بات محل نظر ہے۔

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب فرماتے ہیں:

''ایسی کوئی روایت ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رمضان میں نماز تہجد اور تراویح الگ الگ پڑھی ہوں، بلکہ عہد رسالت میں رکعات کے اعتبار سے تراویح اور تہجد میں کوئی فرق نہیں تھا، البتہ وقت اور طریقے میں کچھ فرق تھا کہ تہجد کے برعکس تراویح مسجد میں باجماعت ادا کی جاتی تھی۔ اسی طرح تراویح رات کے اول حصے میں پڑھی جاتی تھی اور نماز تہجد رات کے آخری حصہ میں ادا کی جاتی تھی۔''

(العَرف الشّذي :1/166)

❁ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ہم نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے قیام نہیں کروایا، تئیسویں شب کا تہائی حصہ قیام کروایا۔ چوبیسویں کو قیام نہیں کروایا، پھر پچیسویں کو نصف رات تک قیام کروایا۔ میں نے عرض کیا: اللہ

کے رسول! کاش کہ آپ پوری رات قیام کرواتے۔فرمایا: نمازعشا باجماعت ادا کرنے پر قیام اللیل کا ثواب ملتا ہے۔چھبیسویں رات قیام نہیں کروایا۔ ستائیسویں شب صحابہ کو بمع اہل وعیال قیام کروایا، تا آنکہ ہمیں خدشہ ہوا کہ 'فلاح' سے محروم نہ رہ جائیں۔راوی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: فلاح سے کیا مراد ہے؟ کہا: سحری۔پھر بقیہ ایام قیام نہیں کروایا۔''

(مسند الإمام أحمد : 159/5، سنن أبي داود : 1375، سنن النّسائي : 1606، سنن التّرمذي : 806، سنن ابن ماجه : 1327، وسندهٗ صحيحٌ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات قیام فرمایا، یہ قیامِ رمضان تھا، اس رات الگ سے نماز تہجد ادا کرنے کا وقت ہی نہیں تھا۔معلوم ہوا کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو نام ہیں۔

رہا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری رات قیام نہیں فرمایا، اس کا مطلب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایسا نہیں کرتے تھے، مگر کبھی کبھار ایسا کرلیا کرتے تھے یا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ بات عدم علم پر محمول ہے۔

سوال: اگر کوئی شخص گھر میں نماز تراویح باجماعت ادا کرے اور مسجد میں باجماعت ادا نہ کرے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: گھر میں باجماعت تراویح ادا کرنا بھی جائز ہے۔

سوال: چھٹی ہوئی تراویح کی رکعات کب پڑھی جائیں؟

جواب: امام کے ساتھ وتر پڑھنے کے بعد ادا کر لے، یا امام کے ساتھ وتر چھوڑ دے، پہلے تراویح کی رکعات پوری کرلے اور بعد میں اکیلے وتر ادا کرلے۔

سوال: کیا نماز تراویح اور نماز وتر کے بعد دعا کی جاسکتی ہے؟

جواب: دعا کسی بھی وقت کی جاسکتی ہے، بشرطیکہ کسی وقت کے ساتھ خاص نہ کیا

جائے اور اس وقت میں دعا کے مستحب یا واجب ہونے کا نظریہ نہ رکھا جائے۔

(سوال): دو یا چار تراویح کے بعد وعظ یا درس کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، اس سے ایک تو لوگ تھکاوٹ کا شکار نہ ہوں گے اور دوسرا یہ کہ لوگوں کو وعظ ونصیحت ہو جائے گی۔ بہتر ہے کہ جتنا حصہ قرآن کریم کا تراویح میں تلاوت کیا گیا ہے، اس کا خلاصہ بیان کر دیا جائے۔

(سوال): مسجد میں کئی قراء ہیں، ہر قاری دو دو رکعات تراویح پڑھاتا ہے، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): بغیر سامع کے تراویح کی امامت کرانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): تراویح کے تارک کا کیا حکم ہے؟

(جواب): تراویح سنت ہے، اسے چھوڑنا بہت سارے اجر وثواب سے محرومی کا باعث ہے۔ جو شخص اس کی سنیت کا منکر ہے، وہ بد بخت اور بدعتی ہے۔

(سوال): تراویح کی قرأت میں بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے، اس سے نماز پر کوئی حرج واقع نہیں ہوتا، اس پر سجدہ سہو نہیں۔

(سوال): کسی حافظ کو غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا کیسا ہے؟

(جواب): یہ شرارت ہے، کسی سے شرارت کرنا گناہ ہے اور نماز میں شرارتیں کرنا سخت گناہ ہے۔

(سوال): کیا ایک حافظ دو مسجدوں میں تراویح پڑھا سکتا ہے؟

جواب: پڑھا سکتا ہے۔

❀ قیس بن طلق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رمضان میں ایک دن سیدنا طلق بن علی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے۔ شام پڑ گئی، تو ہمارے پاس افطاری کی۔ اسی رات ہمیں قیام کروایا اور وتر پڑھائے۔ پھر اپنی مسجد میں گئے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔ وتر باقی رہ گئے تو ایک آدمی کو آگے کیا اور فرمایا: اپنے ساتھیوں کو وتر پڑھائیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ .

''ایک رات میں دو بار وتر نہیں۔''

(سنن أبي داود : 1439، سنن النّسائي : 1680، سنن التّرمذي : 470، وسندهٗ حسنٌ، وأخرجه أحمد : 23/4، وسندهٗ حسنٌ أيضًا)

سوال: تراویح میں بھولتے وقت ادھر اُدھر سے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے۔

سوال: تراویح کی جماعت ہو رہی ہے، مگر کچھ لوگ جماعت سے الگ ہو کر باتوں میں مشغول ہیں، کیا حکم ہے؟

جواب: اجر و ثواب سے محرومی ہے۔

سوال: تراویح میں کتنی مقدار قرأت کرنی چاہیے؟

جواب: جتنی مقتدی سننا چاہیں۔ بہتر ہے کہ روزانہ ایک پارہ تلاوت کیا جائے، تا کہ مہینے کے آخر تک قرآن کی تکمیل بھی ہو جائے اور سننے والوں پر بھی بوجھ نہ بنے۔

سوال: تراویح میں ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ اونچی آواز سے پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): اونچی بھی پڑھی جاسکتی ہے اور آہستہ بھی۔

(سوال): کیا عیدین کی نمازوں میں عورت عورتوں کی امامت کرا سکتی ہے؟

(جواب): نہیں کرا سکتی۔ عیدین اور جمعہ کی جماعت صرف مرد امام کرا سکتا ہے۔ عورتیں ان نمازوں میں مرد امام کی اقتدا کریں گی۔

(سوال): کیا قریب البلوغ تراویح کی امامت کرا سکتا ہے؟

(جواب): ہر سمجھ دار بچہ فرض اور نفل کی امامت کرا سکتا ہے، خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ۔

(سوال): اگر تراویح میں سجدہ تلاوت کرنا ہو، تو کیا رکوع کرنے سے ادا ہو جائے گا؟

(جواب): سجدہ تلاوت بغیر سجدہ کے ادا نہ ہوگا، یہ کہنا کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لینے سے اس کی ادائیگی ہو جائے گی، بے دلیل ہے۔

(سوال): ایک حافظ کی داڑھی مونچھ نہیں آئی، اس کی عمر تیس برس ہے، کیا اس کے پیچھے تراویح جائز ہے؟

(جواب): بلا کراہت جائز ہے۔

(سوال): دکانوں پر تراویح کی امامت کرانا کیسا ہے؟

(جواب): اگر فرائض مسجد کی جماعت سے ادا کر لیے جائیں اور تراویح کی جماعت دکان پر کرالی جائے، تو ایسا کرنا جائز ہے۔

(سوال): ایک امام کا آدھی آدھی رکعات تراویح دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے؟

(جواب): جائز ہے۔

(سوال): کیا نماز تراویح آٹھ رکعات ایک سلام سے پڑھنا جائز ہے؟

(جواب): جائز نہیں، تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنا مسنون ہے۔